اسلام اور مغرب

اسلام اور مسلمان

اہلِ مغرب کی نظروں میں

مسلم سجاد

نئی صدی کے آغاز پر عالمی منظر، مغرب اور اسلام کی کشمکش کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ مستقبل کی صدی کس کی ہو گی؟ یقیناً یہ اسلام کی ہو سکتی ہے، اگر مسلمان اپنے مقام کو پہچان کر سرگرمِ عمل ہو جائیں۔ آج مغربی تہذیب ایک غالب تہذیب ہے، لیکن اس نے انسانیت کو جو دکھ دیے ہیں، اور خاندانی زندگی میں جو زہر گھولے ہیں، اس کے کرب سے سب ہی چیخ اٹھے ہیں۔ تبدیلی کی طلب ہے، لیکن یہ تبدیلی کیا ہو۔ کسی نئے راستے کی تلاش ہے، لیکن یہ راستہ کیا ہو۔ آج کے مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ مغرب کے عوام اور خواص سب تک اسلام کی حقیقی دعوت پہنچائیں۔ تبدیلی کی طلب اور راستے کی تلاش دراصل دینِ فطرت کی پیاس ہے۔ کیوں نہ ہم سیراب کرنے والے بنیں۔

مغرب میں دعوت کا وسیع میدان ہے۔ وہاں ان گنت ادارے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام کر رہے ہیں، لیکن کسی بھی معاشرہ میں دعوت کا کام کرنے کے لیے اس معاشرہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ جب تک مخاطبین کے رجحانات، ان کی آراء اور پسند و ناپسند، اور مختلف معاملات یا واقعات پر ان کے رویوں کا مناسب اندازہ یا علم نہ ہو، اللہ کے راستے کی طرف حکمت سے بلانے کا تقاضا کماحقہ ادا نہیں ہو سکتا۔ ایک کامیاب داعی وہی ہو گا جو ان رویوں کا اندازہ کر کے، مخاطب کے حالات، کیفیات اور نفسیات کا لحاظ رکھ کر اپنی بات پیش کرے۔

یہ اندازہ ہر دعوت پیش کرنے والا فطری طور پر کرتا ہی ہے۔ لیکن گذشتہ برسوں میں

شماریاتی جائزوں کی بنیاد پر رجحانات کے تعین کے فن نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ لوگوں کے رجحانات اور ردعمل کا بڑی حد تک ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا ممکن ہو گیا ہے۔ خود ہمارے ملک میں بھی انتخابات کے موقع پر اس طرح کے جائزے لیے گئے ہیں اور نتائج نے ان کی صحت بھی ثابت کی ہے۔

اسلام کی دعوت پیش کرنے والے اس جدوجہد میں اپنی صلاحیت اور جان و مال کھپاتے ہیں، اور یقیناً اجرِ الٰہی کے حصول کے لیے ہی کھپاتے ہیں، لیکن مقاصد اور حکمتِ عملی کے تعین اور اس کے نتائج و اثرات کے جائزوں کے بغیر محض معروف و مشغول رہنا یقیناً مطلوب نہیں ہے۔ ہر داعی کے لیے اسوہ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسے قرآن اور سنت کی ابدی رہنمائی میں کام کرنا ہوتا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق کسی کام کو احسن طور پر کرنا ایمان کا حصہ ہے۔ اگر دعوت، حکمت کے ساتھ اور منصوبہ بندی کے ساتھ نہ دی جائے تو یقیناً یہ صلاحیت اور جان ومال کا ضیاع ہو گا۔

اسی حقیقت کو پیشِ نظر رکھ کر امریکہ اور برطانیہ کے کچھ اداروں نے اپنے ممالک میں اسلام کے بارے میں غیر مسلموں کے رجحانات کے لیے سروے کروائے ہیں۔ ان میں سے دو کو جو امریکہ اور برطانیہ سے متعلق ہیں یہاں اختصار سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس کے دو مقاصد ہیں۔ ہمارے عوام میں مغرب کے بارے میں جاننے کی ایک طلب ہے۔ سی این این اور ڈش انٹینا نے مغرب کو ہماری زندگیوں کے بہت قریب کر دیا ہے۔ یہ مغرب اسلام کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔ یہ یقیناً ہم سب کے لیے بھی دلچسپی کی بات ہے۔ دوسرے یہ کہ اردو جاننے والی آبادی کے اندر مغرب میں تبلیغِ اسلام کے لیے سرگرمِ عمل افراد، گروہ اور تنظیموں کے منتظم اور سرپرست موجود ہیں۔ اس پس منظر کا بہتر سے بہتر علم جس میں انھیں کام کرنا ہوتا ہے، ان کی کارکردگی پر یقیناً خوشگوار اثرات مرتب کرے گا۔ ایک تیسرا مقصد بھی ہے، جس کی طرف آخر میں اشارہ کریں گے۔

برطانوی عوام کی آرا

برطانیہ کے رائے عامہ کا جائزہ لینے والے معروف ادارہ MORI نے اقراء کے لیے یہ سروے کیا ہے۔ اس سروے میں ۱۵ سال یا اس سے زائد عمر کے ۱۹۵۷ افراد کا سیمپل لیا گیا ہے۔ جوابات دسمبر ۱۹۹۰ میں بالمشافہ ملاقات کے ذریعے حاصل کیے گئے۔ واضح رہے کہ اس طرح کے سیمپل کا تعین اتنے سائنسی طریقے سے کیا جاتا ہے کہ کل آبادی پر اس کے

نتائج کے اطلاق میں مشکل سے ۳ فیصد غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے کے ذریعے سات امور کے بارے میں معلومات حاصل کرنا پیش نظر تھا:

۱۔ برطانیہ کے عوام اور مسلمانوں میں کس درجہ کا ربط ہے۔
۲۔ اسلام کے بارے میں ان کی معلومات کی سطح کیا ہے۔
۳۔ ان کی نظروں میں اسلام کا امیج (IMAGE) کیا ہے۔
۴۔ مسلمانوں کے بارے میں اچھی یا بری رائے رکھنے والوں کا تناسب کیا ہے۔ اور اس رائے کی وجوہات کیا ہیں۔
۵۔ وہ اسلام کو کیا سمجھتے ہیں۔ ایک مذہب، یا ایک طریقہ حیات یا محض ثقافتی و نسلی گروہ۔
۶۔ ان کی نظروں میں اسلام کی کون سی اقدار اور معیارات اہمیت رکھتے ہیں۔
۷۔ اسلام کے کن تقاضوں پر عمل کرنے سے برطانوی طرز زندگی سے ٹکراؤ ہوتا ہے۔

مسلمانوں سے رابطہ

برطانیہ کی ۵۹ فی صد آبادی کسی مسلمان کو نہیں جانتی۔ ۱۹ فی صد کسی اور ملک کے مسلمانوں کو جانتے ہیں، مگر ان کو بھی ذاتی طور پر نہیں جانتے۔ صرف ۱۱ فی صد کا کوئی نہ کوئی مسلمان دوست ہے۔ لندن میں مسلمان دوست رکھنے والوں کی تعداد ۲۸ فی صد ہو جاتی ہے۔ ۴ فی صد مسلمانوں کے پڑوسی ہیں۔

معلومات کی سطح

اکثر و بیشتر لوگوں نے اسلام کا نام نہیں سنا یا اس کے بارہ میں کچھ نہیں جانتے۔ ۴۶ فیصد آبادی نے اسلام کا نام سنا تو ضرور ہے، لیکن اس کے بارہ میں جانتے کچھ نہیں، جب کہ ۱۴ فی صد نے کبھی نام بھی نہیں سنا۔ ۳۳ فی صد یہ کہتے ہیں کہ وہ اسلام کے بارہ میں تھوڑا بہت جانتے ہیں اور ۷ فی صد یہ سمجھتے ہیں کہ اچھا خاصا جانتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جن کا کوئی مسلمان دوست ہے، ان کی ۲۷ فی صد تعداد اسلام کو اچھا خاصا جانتی ہے لیکن جن کا کوئی مسلمان دوست نہیں ہے، ان کے صرف ۲ فی صد اسلام کے بارے میں کچھ زیادہ جانتے ہیں۔ گویا مسلمان سے دوستی یا واقفیت اسلام سے واقفیت کا اہم ذریعہ ہے۔

مسلمانوں کا امیج

اسلام کا نام سننے سے آپ کے ذہن میں بے ساختہ کیا تصور آتا ہے؟ سب سے بڑی

تعداد، یعنی ۱۹ فی صد نے یہ بتایا کہ مسلمان مذہبی اور اپنے عقیدہ کے معاملہ میں سخت ہوتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جنونی اور انتہا پسند کا تصور دیا گیا(۱۴ فیصد)۔ اپنی زندگیوں میں غیر لچکدار رویہ رکھتے ہیں، اور قیود کے پابند ہوتے ہیں، یہ کچھ اور تاثرات تھے۔

امیج کے حوالے سے ایک دلچسپ مطالعہ یہ کیا گیا کہ اچھی اور بری رائے رکھنے والوں کی نظروں میں کیا امیج ہے؟

مسلمانوں کا مذہبی اور مضبوط عقیدہ والا ہونا، اچھی رائے رکھنے والوں کے ۳۳ فی صد اور بُری رائے رکھنے والوں کے ۱۷ فی صد کے لیے اسلام کا امیج ہے۔ بری رائے رکھنے والے ۳۲ فی صد اور اچھی رائے رکھنے والے ۹ فی صد ان کو جنونی اور انتہا پسند تصور کرتے ہیں۔ خواتین پر ظلم کرنے والے کا امیج بھی بری رائے رکھنے والوں میں سے ۱۴ فی صد اور اچھی رائے رکھنے والے ۶ فی صد کا ہے۔

اس مطالعہ کا سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ایک بہت بڑی تعداد یعنی ۳۰ فیصد کی کوئی واضح رائے نہیں ہے، نہ اچھی، نہ بری۔

اسلام کے بارے میں رویہ

اسلام کے بارہ میں رویوں کا سوال ان ۱۷۰۱ افراد سے کیا گیا۔ جنھوں نے اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ سنا ہے۔ ۵۶ فی صد اکثریت کا اسلام کے بارے میں، نہ اچھا نہ بُرا، کوئی رویّہ نہیں ہے۔ جب کہ ۲۴ فی صد ناپسندیدہ اور صرف ۱۲ فی صد پسندیدہ رویہ رکھتے ہیں۔ منفی اور مثبت رویے کا تناسب ۲ : ۱ ہے۔ یہ پہلو بھی اہمیت رکھتا ہے کہ جن کا کوئی مسلمان دوست ہے ان کے ۲۷ فی صد اچھی رائے رکھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جن کا کوئی مسلمان دوست نہیں ہے ان کے صرف ۷ فی صد اچھی رائے رکھتے ہیں۔

ساتھ ہی یہ مطالعہ کیا گیا کہ اچھی یا بری رائے رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

اچھی رائے رکھنے والے ۲۰۲ افراد سے پوچھا گیا تو ۲۹ فی صد افراد نے یہ وجہ بتائی کہ مسلمان دوسرے مذہب کے لیے جذبہ احترام رکھتے ہیں۔ دیگر وجوہات میں بتایا گیا کہ اچھے لوگ ہیں، اپنے مذہب سے وابستگی رکھتے ہیں۔ ذاتی واقفیت کا موقع ملا ہے۔ مذہبی عقاید میں سخت ہوتے ہیں، اہل و عیال کا خیال رکھتے ہیں، پرامن ہیں، اور یہ کہ اسلام عیسائیت کے مماثل ہے۔

بری رائے رکھنے والے ۴۲۳ افراد کے جوابات سے یہ وجوہات معلوم ہوئیں: ۳۵ فی

صد کے نزدیک مسلمان اندھا اور پرجوش ایمان رکھتے ہیں، ۱۵ فی صد کے نزدیک مسلمان چاہتے ہیں کہ ہم بھی ان کے عقائد اختیار کرلیں، ۱۴ فی صد کے نزدیک مسلمان جارحانہ تشدد کے رویہ کے حامل ہیں، ۱۰ فی صد کے نزدیک خواتین کو مساوی حقوق نہیں دیتے۔

اسلام کا تصور

برطانیہ کے عوام اسلام کو کیا سمجھتے ہیں: مذہب؟ ثقافت؟ یا ایک نسلی گروہ؟ اس جائزہ کے مطابق ۴۵ فی صد اسلام کو ایک مذہب، اور ۴۰ فی صد ایک طریقہ زندگی سمجھتے ہیں۔ ۳۰ فی صد ایک ثقافتی وحدت تصور کرتے ہیں۔ اور ۱۸ فی صد یہ غلط تصور بھی رکھتے ہیں کہ مسلمان ایک نسلی گروہ ہیں، اور یہ تصور بھی بیشتر بری رائے رکھنے والوں میں ہے۔

اسلامی اقدار

ان کی نظروں میں کون سی اسلامی اقدار اسلامی نقطۂ نظر سے اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ سوال صرف ان سے کیا گیا جنھوں نے اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ سن رکھا تھا (۱۷۰۱ افراد)۔ انھیں ایک فہرست میں سے انتخاب کا موقع دیا گیا۔ ایک اللہ کی عبادت، اس پر ایمان، اور اس کی اطاعت، ان تین اقدار کا ۴۰ فی صد نے انتخاب کیا۔ چوتھی چیز ضبط نفس ہے، جسے ۳۶ فی صد نے منتخب کیا۔

برطانوی طرزِ زندگی سے ٹکراؤ

اس حوالے سے جواب دہندگان نے سرِفہرست حلال گوشت کا مسئلہ (۴۸ فی صد) رکھا۔ علاج معالجہ میں عورت اور مرد کی علیحدگی (۴۵ فی صد) دوسرے نمبر پر تھا۔ پانچ وقت نماز کی ادائیگی کو تیسرا نمبر (۳۶ فی صد) ملا۔ ساتر لباس ۳۳ فی صد کی، شراب اور سور کے گوشت سے پرہیز ۱۸ فی صد کی، اور عیدین کی چھٹیاں ۱۵ فی صد کی رائے میں ٹکراؤ کے نکات تھے۔

امریکی عوام کے رویے

اسی نوعیت کا ایک سروے مارچ ۹۳ میں امریکی مسلم کونسل کے ایما پر جان زگبی گروپ نے کیا۔ آبادی کے تناسب سے کل ۴۸ ریاستوں سے سیمپل کے لیے مقامات کا انتخاب کیا گیا۔ یہ مطالعہ ۹۰۵ بالغ افراد کی رائے پر مشتمل ہے۔ غلطی کا امکان ۳ فی صد سے

زیادہ نہیں ہے۔ یہاں عمومی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے یہ بھی معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ آرا رکھنے والے کسی ریاست میں کتنے فی صد ہیں، کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، کس کس عمر کے ہیں، تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ ان میں ۴۲ فی صد مرد اور ۵۶ فی صد خواتین ہیں۔

سروے سے کچھ ہی پہلے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا دھماکہ ہوا تھا۔ ۲۰ فی صد کی یہ رائے تھی کہ مسلمانوں کے بارے میں رویہ پر اس کے منفی اثرات ہوں گے —— ہو سکتا ہے کہ مجموعی جائزہ کو اس نے متاثر کیا ہو۔

اب کچھ قابل ذکر نکات۔

—— ۴۲ فی صد افراد کی رائے میں مسلمانوں کی امریکہ میں آمد پر پابندی لگانا چاہیے، ۳۱ فی صد کہتے ہیں کہ نہیں۔ ۲۱ فی صد کی کوئی رائے نہیں۔

—— ۳۶ فی صد لوگ مسلمانوں کے بارے میں بری رائے رکھتے ہیں، ۲۲ فی صد اچھی رائے رکھتے ہیں اور ۴۱ فی صد غیر جانبدار ہیں۔

—— ۴۴ فی صد لوگ اس بیان کی تائید کرتے ہیں کہ مسلمان مذہبی جنونی ہوتے ہیں۔ ۲۴ فی صد اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ ۳۶ فی صد واضح رائے نہیں رکھتے۔

—— ۳۸ فی صد افراد سمجھتے ہیں کہ مسلمان صاف ستھری زندگی گزارتے ہیں۔ صرف ۱۵ فی صد اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ ۴۸ فی صد واضح نہیں ہیں۔

—— ۳۴ فی صد کے خیال میں مسلمانوں کی اکثریت دہشت گرد ہے۔ ۱۷ فی صد ایسا نہیں سمجھتے۔

—— ۴۲ فی صد لوگوں نے یعنی ہر دس میں سے چار نے تسلیم کیا کہ امریکی معاشرہ میں مسلمانوں سے امتیاز برتنے کا رجحان ہے۔ ۲۲ فی صد نے اختلاف کیا اور ۳۶ فی صد نے کوئی رائے نہیں دی۔

—— ۳۸ فی صد یعنی تقریباً ہر دس میں سے چار اس کے حامی ہیں کہ مسلمانوں کو جمعہ کی نماز کے لیے وقفہ دیا جانا چاہیے۔ جب کہ ۳۴ فی صد کو اس سے اختلاف ہے۔

—— دس میں سے چھ، یعنی ۵۸ فی صد اس رائے کے حامی ہیں کہ اگر مسلمان خواتین چاہیں تو انہیں کام کے دوران حجاب استعمال کرنے کی اجازت ہونا چاہیے۔ صرف ۲۰ فی صد اس سے اختلاف کرتے ہیں۔

لائحہ عمل

سرد جنگ کے بعد سے مغرب خصوصاً امریکہ کے پالیسی سازوں کا ہدف مسلمان بن گئے ہیں، اور وہ اسے اپنے نئے دشمن کے روپ میں دیکھ رہے ہیں۔ آج سطح زمین پر جہاں بھی جنگ کی آگ سلگ رہی ہے، اسلامی تحریکیں اور مسلمان اس جگہ موجود ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے ہر ایک کے سامنے سب کچھ اتنا واضح کر دیا ہے کہ یہ آگ ہر جگہ محسوس کی جا رہی ہے۔ مغرب اور اسلام کی کشمکش تو بہت پرانی اور تاریخی ہے لیکن گذشتہ نصف صدی تو موجودہ نسل کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ مصر، پاکستان اور پھر ایک کے بعد ایک دوسرے ممالک میں تحریکِ اسلامی کا آغاز ہوا —— انقلابِ ایران، سوڈان میں تبدیلی، اور الجزائر میں امکانات کو کچلنے کی کوششیں، مصر میں انسانیت سوز رویہ اور خود بوسنیا میں جو کچھ ہوا، اور ہو رہا ہے، اس نے مغرب کے عام ذہن میں اسلام اور مسلمانوں کو موضوع بنا دیا ہے۔

ان مغربی ممالک میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد گئی ہے اور مختلف علاقوں میں اپنی بستیاں آباد کر لی ہیں۔ اسلام کا تحریکی شعور رکھنے والوں نے وہاں دعوت کے بیج بھی ڈالے، اور وہ کچھ نہ کچھ برگ و بار بھی لائے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ اگر ہر مسلمان اپنے منصب سے واقف اور داعی ہوتا تو اس طویل مدت تک اتنے مسلمانوں کا مغرب میں رہنا ہی مغرب کی کایا پلٹ دیتا۔ لیکن اس وقت ان جائزوں سے جو صورت حال سامنے آئی ہے، اس سے جہاں ماضی کی کوتاہی سامنے آتی ہے، وہاں مستقبل کے امکانات بھی نظر آتے ہیں۔

دعوت کا کام کرنے والوں نے عموماً اپنے ہم مسلک افراد ہی میں کام کو محدود کر لیا۔ لیکن جہاں مقامی افراد تک آواز پہنچائی گئی ہے، جواب ملا ہے۔ ان دنوں چند مسلمان ہونے والے غیر مسلموں نے کھل کر کہا ہے کہ ہم اب تک گمراہی کی تاریکی میں زندگی گزارنے پر اپنے آس پاس رہنے والے مسلمانوں کا گریبان قیامت کے روز پکڑیں گے۔ ان جائزوں کی سب سے بڑی دریافت یہ ہے کہ میڈیا میں، اور سرکاری پالیسیوں کے تحت، منفی پروپیگنڈہ کے باوجود ابھی بہت بڑا طبقہ ایسا ہے کہ اس کی اپنی رائے نہیں ہے۔ اچھی خاصی تعداد ایسے افراد کی ہے جو اسلام کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں۔ برطانیہ کے سروے کے مطابق ۵۶ فی صد اور امریکہ میں تقریباً ۵۰ فی صد ایسے افراد ہیں جن کے ذہن کھلے ہیں، اور دعوت پہنچائی جائے تو مثبت ردِّعمل کی توقع ہے۔ یہ بڑی خوشگوار بات ہے کہ جو لوگ ساتھ رہے ہیں، وہ ہی زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں۔ یہ سب، بات صحیح طرح سنائی جائے تو، ماننے والے

لوگ ہیں۔ مغربی معاشرہ میں کام کرنے والوں کی حکمتِ عملی یہ ہونا چاہیے کہ ان افراد تک ان کی زبان اور انداز میں دعوت پہنچائی جائے، سارے وسائل اس پر صَرف کیے جائیں، اور جدید ترین تکنیک، ذرائع اس کے لیے استعمال کیے جائیں۔

مسلم ممالک میں سروے کی ضرورت

ان جائزوں کو پیش کرنے کا تیسرا مقصد، جس کی طرف ابتدا میں اشارہ کیا گیا تھا، یہ ہے کہ خود مسلمان معاشروں میں ہر ہر ملک میں اس طرح کے جائزوں کی ضرورت کا احساس بیدار ہو، اور معلوم کیا جائے کہ شہروں میں، دیہاتوں میں، پڑھے لکھے اور بے پڑھے لکھوں میں، نوجوانوں اور بوڑھوں میں، مردوں میں، اور عورتوں میں اور امیروں میں اور غریبوں میں، اسلام کے بارے میں کیا رویے ہیں۔ یہ علم، مسلمانوں کو حقیقی دین کی طرف دعوت دینے اور انھیں باعمل مسلمان بنانے کی کوشش کرنے اور معاشرے کو اسلامی رنگ میں رنگنے کی کوشش کرنے والوں کو حکمتِ عملی کا تعین کرنے میں ضرور مدد دے گا۔

ہمارا بالکل نیا کیسٹ:
روزہ اور رمضان
سید سفیر حسن کا لب ولہجہ،
آج ہی حاصل کیجیے اور رمضان سے استفادہ میں اضافہ کیجیئے
دیگر ۹۵ سے زائد کیسٹوں کے لیے:
سمع وبصر امبر ہوٹل، نرسری کراچی ۷۵۴۰۰ فون ۴۳۱۱۵۹